اسلامی انقلاب؛ عصری تناظر

پروفیسر سید جعفر رضا

عظیم اسلامی انقلاب کے عصری تناظر کو جاننے کے لیے اس کے منظر اور پس منظر کا ادراک ناگزیر ہے۔ مناسب ہوگا کہ اس ضمن میں آیۃ اللہ العظمیٰ امام خمینیؒ کے ان مدبرانہ ارشادات کو ذہن نشین کرلیا جائے، جن سے اس کا دائرۂ عمل متعین ہوتا ہے۔

> ''تحریک ایران فقط ایران کے لیے ہی مخصوص نہیں، بلکہ یہ مستکبرین کے خلاف مستضعفین کی تحریک ہے ،جس کا مقصد ان لوگوں کی حمایت کرنا ہے، جو انسانیت اور حقوق بشر کے کے لیے احترام کے قائل ہیں۔پس ،یہ تحریک اسی طرح جاری رہے گی ۔''[۱]

> ''ہمیں امید ہے کہ یہ انقلاب ، ایک عالمی انقلاب ہو جائے گا اور ظہور بقیّت اللہ کا مقدمہ بن جائے گا ۔''

> ''یہ ایک بہترین انقلاب ہے اور دنیا کے انقلابوں میں اسے عظیم الشان اہمیت حاصل ہے۔ جہاں تک انحصار و وابستگی کا سوال ہے، یہ انقلاب اسلام اور اسلامی اقدار پر منحصر ہے۔ انسانی اصولوں کی بنیاد پر انسانوں کی تربیت اور انسانی اخلاق کی تبلیغ و اشاعت ہی اس کا بنیادی مقصد ہے۔''

امام خمینیؒ کی عملی جد و جہد کا مرکز بیشک ایران تھا، لیکن ان کا مقصود و منہاج فقط ایران نہیں بلکہ تمام عالمِ انسانیت بالخصوص امت اسلامی تھا۔ ان کے عملی جد و جہد میں ایران کا مرکزی کردار ہے لیکن یہ ایران کے جغرافیائی حدود تک نہیں ہے۔ اس کی نوعیت بین الاقوامی ہے۔ جب کبھی کسی انقلابی کارنامہ کی ابتدا ہوتی ہے تو قائد کے وطن سے شروعات ہوتی ہے، اسی کی زبان وسیلۂ اظہار بنتی ہے اور وہیں کے لوگ اس کے مخاطب ہوتے ہیں۔ حالانکہ عظیم انقلاب کا قائد کسی خاص ملک و ملت اور رنگ ونسل کا نہیں ہوتا، لیکن بہر حال اس ملک وقوم کے باشندوں کے لیے باعثِ افتخار ہوتا ہے کہ وہ ان میں سے ہے۔ اس کو اسلام اور عرب کی مثال سے اچھی طرح سمجھا جا سکتا ہے۔ پیغمبرؐ اسلام

کی ولادت با سعادت خطۂ عرب میں ہوئی، ان کے ابتدائی مخاطب بھی اہل عرب تھے لیکن اسلام اہل عرب کی ملکیت نہیں ہے !

عظیم اسلامی انقلاب کے اولین مرحلے میں ہی امام خمینیؒ نے ایرانی قومی تشخص کے معیاروں کا تعین، گم شدہ اقدار کی بازیافت اور عصری زندگی کو اسلامی شناخت کے معیاروں پر دوبارہ قائم کیا کیونکہ ایران گذشتہ دوسو برسوں سے نہایت سنگین نوعیت کے سیاسی، معاشی، تہذیبی اور ثقافتی بحران میں مبتلا تھا۔ مغربی استعماریت نے غلبہ حاصل کر لیا تھا جس کا 'اِمپیریل ایجنڈا' شاہی فرامین کی صورت میں بہت پہلے سے مسلط ہو چکا تھا۔ اس نے ایران کے اعمال و کردار، انداز فکر اور وسائل اظہار کو مسخ کر دیا تھا ۔ وہ ایسی نیم خود فریبی کے شکار ہو گئے تھے کہ انھیں مغربی استعماریت کے پُرفریب استحصالی منصوبوں میں ہی اپنی فلاح و بہبود کی راہیں نظر آنے لگیں :

مجلسِ آئین و اصلاح و رعایات وحقوق طب مغرب میں ، اثر خواب آوری مغربی استعماری نظام کے لیے مذہبی ہم آہنگی سب سے بڑا خطرہ تھی۔ اس کو ختم کرنے کے لیے اسلامی مسالک کے فروعی اختلافات کو سنگین اساسی اختلاف بنا کر پیش کیا گیا۔ عیسائی مبلغ علی الاعلان بازاروں میں شفاخانوں میں اور درس گاہوں میں جہاں بھی موقع ملتا، اسلام کی خامیوں اور عیسائیت کی برتری کی تبلیغ کرتے تھے اور تبدیلیٔ مذہب پر آمادہ کرتے ۔ اس کے ساتھ ہی یوروپ میں مستشرقین کی ایک ایسی جماعت وجود میں آئی جو بظاہر علمی مسائل و مباحث کا مطالعہ کرکے نتائج کا استنباط کرتی تھی لیکن بباطن اس کا مقصد اسلام کے خلاف زہر آلود فضا تیار کرنا تھا۔ اس سلسلے میں خاص طور پر سویس مورخ جیکب برک ہارٹ کا ذکر کیا جا سکتا ہے جس نے ۹۹-۱۸۹۷ء میں اپنی شدید نفرت وملامت کے ساتھ الزامات عائد کیے تھے کہ اسلام میں کوئی اصلاحی تحریک پیدا ہی نہیں ہو سکتی اور اس کا روشن خیالی (Enlightenment) سے دور کا رشتہ نہیں ہے بلکہ پوپ کلیمنٹ پنجم کی جسارت اتنی بڑھی کہ اس نے اعلان کیا۔ صفحہ ہستی پر اسلام کا وجود د خداوند یسوع مسیح کی توہین ہے۔[۲] لیکن ان مخالفتوں کی کثرت میں حق پسندوں کی جماعت تھی،جس کے نمائندہ سویڈن کے لوتھرن بشپ، نار آندرے تھے۔ عصری ماہر اسلامیات این میری شمل بھی یوروپی مستشرقین کے اسلام دشمن اقدامات کو 'مذہبی نو آبادیاتی استعمار' قرار دیتی ہیں۔[۳]

مغربی استعماری نظام اور نو آبادیاتی اقتدار روبہ زوال ہے لیکن اس نے ہماری معنویت ،

شناخت اور حقیقت کو اپنے مخصوص زاویہ نظر سے دیکھنے کا ایسا مضبوط انتظام کرلیا ہے کہ ہم ہنوز اس کے شکنجوں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ دوسری عالمی جنگ کے بعد امریکہ نئی سامراجی طاقت بن کر ابھرا ہے۔لیکن سوویت روس اور مشرقی ایشیا کی اشتراکی حکومتیں امریکہ کی ساری دنیا کو اپنے حیطہ ٔ اختیار میں لانے اور تجارتی منڈی بنانے کے عزائم کے لیے سدِ راہ ثابت ہوئیں۔عصر حاضر میں سوویت روس کے زوال کے بعد امریکی سامراج کو کھلی چھوٹ مل گئی ہے۔ دہشت گردی کے نام پر اس نے خاص طور سے مسلمانوں کو نشانہ بنایا ہے۔اسلام کو دہشت گرد مذہب قرار دے کر' اسلامی دہشت گردی' (Islamic Terrorism) کی اصطلاح وضع کی گئی۔ امریکی ویوروپی ذرایع ابلاغ نے یہ مذموم اصطلاح عام کر دی ہے۔ یہ اسلام پر سب وشتم کے علاوہ کیا ہے؟

'اسلام' لفظ ہی 'سلم' سے مشتق ہے، جس کے معنی صلح و سلامتی کے ہیں۔خود صلح و سلامتی سے رہو اور دوسروں کو صلح و سلامتی سے جینے کا حق دو۔ اسلام کا معیار ہے : واللّٰہ یدعوا اِلی دار السّلام اور اللہ ہر ایک کو سلامتی کے گھر کی طرف دعوت دیتا ہے۔[۴] ''وعبادالرّحمن الّذین یمشون علی الارض ھوناً واذاخاطبھم الجھلون قا لواسلاماً'' اور اللہ تعالیٰ کے بندوں میں وہی ہیں، جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو سلامتی کا پیغام دیتے ہیں۔[۵]

کیا ستم ہے کہ اسلام ،جو تاریخ بنی نوع انسان میں اپنے عالمی پیغامِ مساوات ،صلح و سلامتی، امن وآشتی اور خود جیو دوسروں کو جینے کا حق عطا کرنے میں ممتاز رہا ہو، اس پر بربریت و دہشت گردی کے مجرم یوروپی و امریکی سامراجی دہشت گردی کا الزام لگائیں۔ دہشت گردی کا بے بنیاد مقدمہ بنا کر مسلمانوں کو تباہ و برباد کریں لیکن مسلم ممالک کی اکثریت کو اپنے ہدف ملامت بنائے جانے کا احساس نہ ہو سکے! امریکہ دنیا کے تمام ممالک پر سیاسی دباؤ کا شکنجہ کستا جا رہا ہے۔عصر حاضر کا سب سے بڑا دہشت گرد خود امریکہ ہے جو اپنی دولت، طاقت اور نئی تکنولوجی کی مہارت کی بنا پر عالمی اذہان پر قبضہ کرنے میں سرگرم ہے۔تمام دنیا کو ایک تجارتی منڈی میں تبدیل کر دینا چاہتا ہے۔ عالم کاری (Globalisation) فقط عالمی معیشت اور سیاست تک محدود نہیں ہے بلکہ اس کی زد میں تاریخ، تہذیب اور مذہب بھی ہیں۔ طاقتور اطلاعاتی تکنولوجی Information Technology کے ذریعہ ایسی صورت حال مسلسل پیدا کی جا رہی ہے کہ بظاہر اس سے مفر کی راہیں مسدود ہوگئی ہیں۔ عام

ذرائع ابلاغ، اطلاعاتی تکنولوجی اور صارفی سماج (Consumer Society) کی انقلابی تبدیلیاں اپنی جگہ درست ہوسکتی ہیں لیکن ہمیں عصری حسیت کو انسانی اقدار کی معنویت، نئی تاریخیت اوراپنے قدیم تہذیبی ورثہ سے واقف رکھنا بھی ناگزیر ہے۔

ہمارایہ دعویٰ قطعاً نہیں ہے کہ مسلمان دہشت گرد نہیں ہوسکتا۔کوئی گمراہ مسلمان بھی اسی طرح دہشت گرد ہوسکتا ہے اور ہوتا ہے، جس طرح دیگر مذاہب کے پیرو۔بلکہ مسلمان حکمرانوں کی تاریخ میں امیر معاویہ کے دور (۶۶۱ء تا ۶۸۰ء) سے منظّم طور پر دہشت گردی جہاں بانی کا جزو لاینفک رہی ہے۔ امیر معاویہ اور ان کے گورنروں زیاد بن ابیہ اورسمرا بن جندب کی دہشت گردی سے تاریخیں بھری ہیں ۶۔ ان میں سے چند واقعات کا یہاں ذکرکرنا طولِ بیان کا مرتکب بنادیگا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ زیادہ تر دہشت گردی اسلامی جہاد اورتبلیغِ دین کے نام پر ہوتی رہی ہے۔ امیرشام کے ہم مسلک امیر ابن سعود اور شیخ ابن عبدالوہاب نجدی نے مشترکہ دہشت گردی اورقتل و غارت گری کے نتیجہ میں (۱۷۴۷ء میں) مملکت سعودی عرب وجودمیں آئی تھی۔اس وقت معاہدہ کے مطابق آل سعوداورآل شیخ مشترکہ طور پر امورمملکت انجام دیتے ہیں ۔انھوں نے گزشتہ صدی کے دوران کروڑوں کروڑ پٹرول ڈالرصرف کرکے بڑے ہی شاطرانہ انداز میں منظّم طور پر پوری دنیا اور خاص کر یوروپ اور امریکہ میں تبلیغِ دین کے نام مسجدوں ، مدرسوں اور فلاحی اداروں کا لامتناہی نٹ ورک تیار کیا ہے۔ جو علمی دہشت گردی کی آماجگاہ رہا ہے ۔لیکن قدرت ظلم و استبداد کو بے نقاب کرنے میں کون سی حکمت عملی روبکار لائے گی،کون جانتا ہے۔ ۹/۱۱ کا سانحہ تحریکِ صہیونیت کے ہوا خواہوں نے انجام دیا جس میں ہزاروں مقتولین میں ایک بھی یہودی نہیں تھا۔یہی ایک ایسا نکتہ ہے کہ اگر معروضی نگاہ سے دیکھا جائے تو کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہتی کہ یہ نفرت انگیز کرتوت تنہا یہودیوں کی تھی ۔مگر اغوا کاروں کےسعودی عرب کا باشندہ ہونے کی بنا پر دہشت گردی کا سارا ٹھیکرا مسلمانوں کے سر ڈال دیا گیا۔ اس کے بعد کے واقعات تاریخ کا حصہ ہیں ،جن کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

امریکہ کے حلیف مسلم مما لک بالواسطہ اور بلا واسطہ دونوں طرح سے امریکی دہشت گردی میں ملوث ہیں اوراس کی اسلام دشمن سرگرمیوں میں معاون و مددگار ہیں۔انھیں امریکی دہشت گردی

کا پیکر اسرائیل نظر نہیں آتا بلکہ اسرائیل کی بقا و حفاظت کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔ اسرائیل کی نیوکلیائی دہشت گردی امن عالم کے لیے سنگین خطرہ ہے۔ اس کے مہلک جوہری اسلحوں کا ذخیرہ ان کے لیے باعث تشویش نہیں ہے، لیکن امریکہ کے ساتھ خفیہ سازش کر کے زور دیتے ہیں کہ وہ ایران کے پرامن منصوبوں کو تباہ کر دے۔ امریکہ نے اپنے منفی عزائم کے آلۂ کار کے طور پر خود ہی دہشت گردی کی سرپرستی کی تھی اور سرمایہ و اسلحہ جات سے عملی معاونت کی تھی۔ اب ان کو تباہ کرنے کے لیے ڈرون حملے کر رہا ہے۔ لاکھوں افراد عورتوں، بچے سمیت قتل ہو چکے ہیں اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ امریکہ کے حلیف مسلم ممالک عجب منافقت کر رہے ہیں۔ایک طرف امریکہ کے وفادار ہیں، دوسری طرف امریکہ سے بنامِ ' نام نہاد جہادٗ میں ہر طرح سے دہشت گردوں کی دامے درمے سخنے امداد بھی کر رہے ہیں۔ان مسائل و مباحث پر تفصیلی گفتگو کا محل نہیں ہے۔لیکن بعض اہم مسائل و مباحث کو اگر ہم بیسویں صدی کے عہد آفریں قائد آیۃ اللہ العظمیٰ امام خمینیؒ کے افکار و نظریات اور عملی جد وجہد کی روشنی میں دیکھیں تو روشنی کی ایک لکیر نظر آتی ہے :

”میرے عزیز بھائیو اور بہنو ! آپ جس ملک میں بھی ہوں، اپنی قومی اور اسلامی حیثیت کی حفاظت کریں۔ ہمارے تمام مادی اور معنوی مفادات تو سپر طاقتیں لے جاتی ہیں اور ہمیں غربت اور سیاسی، اقتصادی، ثقافتی اور دفاعی وابستگی اور غلامی میں مبتلا کر دیتی ہیں۔ ہوش میں آیئے اور اپنے اسلامی تشخص کا ادراک کیجیے۔ظلم کے آگے سرِ تسلیم خم نہ کیجیے اور پورے اعتماد کے ساتھ عالمی لٹیروں،جن میں امریکہ سرِ فہرست ہے، اس کی سازشوں کا پردہ چاک کر دیں۔“ [۷]

”ظالم کی حمایت ، مظلوموں پر ظلم کی طرح ہے۔ سپر طاقتوں کی حمایت انسانیت پر ظلم ہے۔ جو ہم سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ہم ان کی حمایت کریں۔ وہ یا تو جاہل ہیں یا پھر ایجنٹ ! ظالم کی حمایت یعنی اس کا مزید ظلم و ستم کے لیے ہاتھ بٹانا۔ تمام انبیاء کی تعلیمات کے خلاف ہے۔“ [۸] ”میرا مقصود ظلم کے خلاف جہاد ہے۔ یہ جہاد جہاں پر بہتر طور پر ہو سکے ،وہاں

ہوگا۔''[۹]

''میں نے اپنی ناچیز جان اور خون اسی حکم کے نفاذ کے لیے اور مسلمانوں کی حفاظت جیسے مقدس فرض کی خاطر تیار کر لی ہے اور میں شہادت جیسے عظیم مرتبہ پر فائز ہونے کے انتظار میں ہوں۔ طاقتیں، سُپر طاقتیں اور ان کے ایجنٹ اطمینان رکھیں کہ اگر خمینیؒ اکیلا بھی رہ جائے، تب بھی اپنے مشن کو جو کہ کفر، شرک اور بت پرستی کے خلاف جہاد ہے، جاری رہیگا۔''[۱۰]

امام خمینیؒ کے مذکورہ بالا ارشادات چند اساسی مسائل و مباحث کے لیے نہ صرف یہ کہ واضح راہ ہدایت فراہم کرتے ہیں، بلکہ ان مسائل و مباحث کے عملی اور دیر پا حل بھی پیش کر دیے گئے ہیں۔ خاص طور پر تمام عالم اسلام میں باہمی اتحاد و یکجہتی اور خلوص و معاونت کی پکار، جو سنی نہیں جاتی۔مملکتِ اسلامی کی سربراہی کے مدعی سعودی حکمرانوں کی حالت و کیفیت بھی وہی ہے'' جو جزیرہ ہائے عرب کے دیگر حکمرانوں کی ہے۔انھیں نہ اللہ کا خوف ہے، نہ رسولؐ کا۔ رہے عوام تو جبر واستبداد کے قہر میں گرفتار ہیں۔ ان کی اپنی ذات میں بھی جبر واستبداد کا غلبہ ہے۔قرآن حکیم نے مردوں اورعورتوں کے حقوق و اختیارات مقرر کر دیے ہیں، جن کا پابند ہونا ہر مسلمان کے لیے لازمی ہے۔لیکن انھوں نے عوام کی زندگی ظلم و استحصال سے اجیرن کر رکھی ہے۔ خاص طور پر خواتین کی حالت انتہائی دگر گوں ہے۔انھیں عام انسانی حقوق بھی حاصل نہیں ہے۔ ان حالات وکوائف پر غور کریں تو قرآن کی آیات یاد آتی ہیں:او لٰئک الّذین طبع اللّٰہ علیٰ قلوبھم (یہی وہ لوگ ہیں کہ جن کے دلوں پر اللہ نے مُہر لگادی ہے۔[۱۱]

ستم بالائے ستم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے صدقے میں وسائل کی بے پناہ دولت عطا کی ہے،اس کا استعمال حکمِ خدا و رسولؐ کی صریحی نا فرمانی کرتے ہوئے،اس کو پٹرول ڈالر کی صورت میں اپنی،اہل خانہ اور حواریوں کی عیاشیوں پر ہی بے دریغ خرچ نہیں کرتے بلکہ ننگ اسلام اور دشمن انسانیت دہشت گرد تنظیموں اور افراد کی ہر طرح سے مالی امداد میں بے انتہا پٹرول ڈالر خرچ کرتے ہیں۔ان ننگ اسلام دہشت گردوں کا نٹ ورک تمام دنیا میں پھیل گیا ہے۔ایشیا، یوروپ، افریقہ کوئی خطہ ایسا نہیں بچا ہے، جو ان کی تخریبی کارروائیوں سے محفوظ و مامون ہو۔قرآن کا

حکم ہے : لاَ اکراہ فی الدّین (دین میں کوئی جبر نہیں ہے ۔۱۲؎ یہ دین اسلام کے نام پر ہر طرح کی زور و زبردستی کرنے کو عین ایمان مانتے ہیں ۔ اسلام کہتا ہے : لکم دینکم ولی دین (تم اپنے دین پر خوش رہو، ہم اپنے دین پر خوش ہیں (سورۂ الکافرون،آیت ٦) یہ غیر مسلموں سے ہی تعرض نہیں کرتے بلکہ اپنے نام نہاد مسلک کے علاوہ دیگر اسلامی مسالک کو دین سے خارج مانتے ہیں۔ ان کا قتل عام روا جانتے ہیں۔ بوڑھوں، بچوں اور عورتوں کو ہلاک کرتے ہیں۔ نمازیوں کو مسجدوں میں عین حالت نماز میں قتل کرتے ہیں۔ جلوسوں پر بم برساتے ہیں جن میں بے جرم و خطا زائرین جاں بحق ہوتے ہیں۔ تعلیم گاہوں، شفا خانوں اور بازاروں میں خون کی ندیاں بہاتے رہتے ہیں۔ اصلاً ان کو اسلام سے کوئی علاقہ ودلچسپی نہیں کیونکہ اسلام کا واضح حکم ہے ؛ من قتل نفساً بغیر نفس او فساد فی الارض فکا نّمآ احیا النّاس جمیعاَ یعنی جو شخص کسی نفس کو کسی نفس کے بدلے یا روئے زمین میں فساد کی سزا کے علاوہ قتل کر ڈالے گا، اس نے گویا سارے انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے ایک نفس کو زندگی دے دی ، اس نے گو یا سارے انسانوں کو زندگی دے دی ۔۱۳؎

یہ حقیقت عیاں را چہ بیاں ہے کہ ان تمام تخریب کاریوں اور قتل و غارت گری کی بنیاد میں فرقہ بندی کے مہلک تصورات ہیں۔ اسلامی فرقوں کی اہمیت و انفرادیت اور تشخص کے مطالعہ میں مدنظر رکھنا چاہئے کہ اسلام فرقہ بندی کے سخت خلاف ہے۔فرقہ بندی نے اسلام کو سب سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے لیکن مسلمانوں میں فرقہ بندی کا بڑا زور رہاہے۔فرقہ عربی زبان میں جمع فرق ہے۔ قرآن الحکیم نے تفرقہ و اختلاف سے منع کیا ہے اور بار بار وحدت و اتفاق کی تاکید کی ہے۔ یہ وحدت و اتفاق محض مسلمانوں تک محدود نہیں ہے۔اس کی پہلی منزل اہل کتاب کے مابین وحدت و اتفاق ہے:قل یا اھل الکتٰب تعالوا اِلیٰ کلمة سوآءٍ یعنی اے پیغمبرؐ آپ کہہ دیں کہ اہل کتاب آؤ ایک منصفانہ کلمہ پر اتفاق کرلیں۔ ۱۴؎ اس کی دوسری منزل تمام بنی نوع انسان کے درمیان وحدت و اتفاق ہے،جس کی دلیل قرآنی ہے: خلقکم من نفس واحدہ یعنی سب کو ایک نفس سے پیدا کیا:۱۵؎ انبیائے کرام کی تعلیم کا اساس بھی بنی نوع انسان کے درمیان وحدت قائم کرنا اور تفرقہ سے اجتناب کرنا ہے: شرع لکم من الدّین ماوصیّٰ به نوحاًوالّذی اَوحینا الیک وما وصّینابه ابراھیم و موسیٰ، عیسیٰ ان اقیموا الدّین ولا تتفرّقوافیه یعنی اس نے تمہارے لیے دین میں وہ راستہ مقرر کیا ہے، جس کی نوح کو نصیحت کی ہے اور جس کی وحی پیغمبر تمہاری طرف بھی کی ہے

اور جس کی نصیحت حضرت ابراہیمؑ ، موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو بھی کی ہے کہ دین کو قائم کرو اور اس میں تفرقہ نہ پیدا ہونے پائے۔۱۶؎ بلکہ قرآن نے فیصلہ صادر کردیا ہے کہ تفرقہ بازوں کا دین اسلام سے کوئی واسطہ نہیں ہوسکتا۔اِنّ الّذین فرّقو ا دینهم وكانوا شيعاًلست منهم فی شئ یعنی جن لوگوں نے اپنے دین میں تفرقہ پیدا کیا اور ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے،ان سے آپ کا کوئی تعلق نہیں:۱۷؎ پھر تاکید ہوئی کہ اللہ کی مقرر کردہ سیدھی راہ پر چلو اور ان راہوں سے بچو،جن سے تفرقہ پیدا ہوتا ہے: وان هذاصراطی مستقيما فاتّبعوه ولاتتّبعو السّبل فتفرّق بكم عن سبيله یعنی اور یہ ہمارا سیدھا راستہ ہے اس کا اتباع اور دوسرے راستوں کے پیچھے نہ جاؤ کہ راہ خدا سے الگ ہوجاؤ۔۱۸؎ اس تفرقہ سے بچنے کے لیے رسولؐ اسلام کی حدیث ثقلین کا رہنما اصول امت کو مرحمت کیا تھا کہ اگر امت قرآن اور اہل بیت سے وابستہ رہے گی تو کبھی گمراہ نہیں ہوگی: انّی تاريک فيكم الثقلين كتاب الله و عترتی اهل بيتی ما ان تمسّكتم بهما لن تضلّوا بعدی انّما لن يفترقا حتی يردا علیّ الحوض یعنی میں تمہارے درمیان دو گراں بہا ہم وزن چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں۔ اللہ کی کتاب اور میری عترت و اہل بیت تم ان دونوں سے وابستہ رہو۔جب تک ان دونوں سے تمسک کروگے کبھی گمراہ نہیں ہوگے۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے اور حوض کوثر پر دونوں مجھ سے ملحق ہوجائیں۔۱۹؎

امام خمینیؒ نے اسلامی انقلابی تحریک کا معیار و میزان کلیۃً قرآنی احکامات اور سنتِ پاکِ مرسل اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عین مطابق رکھا تھا۔ مذکورہ بالا آیات قرآنی اور حدیث ثقلین کے تقارب میں ان ارشاداتِ امام کو دیکھا جا سکتا ہے ۔

”یہ انقلاب انبیاء علیہم السلام کے اعمال کی پیروی ہے ۔ یہ سنتِ رسولِؐ خدا، راہ وروشِ امیر المومنین علی علیہ السلام اور کارنامۂ سید الشھد اء حسینؑ مظلوم کی پیروی ہے۔ پھر مزید وضاحت کردی :

”انبیاء کا مقصد ایک ہی تھا اور وہ ہے ، ایک کلمہ پر لوٹ آنا۔ وہ کلمہ اللہ کی معرفت ہے ، سارا مقصد اور بات یہی ہے ۔عمل صالح کی دعوت تہذیب و تزکیہ نفس کا حکم ، امر بہ معروف وغیرہ سب کا مقصدِ واحدہ پر لوٹ آنا ہے۔“ ۲۰؎

امام خمینیؒ نے وحدت اسلامی کے رہنما کی حیثیت سے اسلامی فرقوں کے درمیان خلوص و ہم آہنگی اور یک جہتی کو اساسی اہمیت دی اور اسے برت کر دکھایا۔ انھوں نے ملت اسلامیہ کو بیدار کرتے ہوئے ارشاد کیا تھا:

''اگر مسلمان چاہتے ہیں کہ صدر اسلام کی طرح کی عزت اور عظمت پھر سے حاصل کر لیں تو انھیں اسلام اور اتحاد پر کار بند ہونا چاہئے۔ یہ اسلام کے محور پر وہ اتحاد تھا، جس نے مافوق الفطرت طاقت اور شجاعت کی ایجاد کی۔''[۲۱] یہ اتحاد اسلامی عقیدۂ وحدت کی روشنی میں ہی ممکن ہوسکتا ہے۔

'' اگر مسلمان اسلامی احکام پر عمل کریں، اتحاد کی روح کو برقرار رکھیں اور اختلافات اور تنازعہ سے ہاتھ کھینچ لیں، جو کہ ان کی شکست کی اصل وجہ ہیں تو لَآالٰہ الاّ اللّٰہ کے پرچم کے سائے میں اسلام دشمنوں اور عالمی غارت گروں کے ہاتھوں سے محفوظ ہو جائیں گے۔[۲۲]

مشرق ومغرب کا اثر و رسوخ اپنے عزیز مما لک سے ختم کر دیں گے۔ کیونکہ ان کی تعداد بھی سب سے زیادہ اور وسائل بھی نہ ختم ہونے والے ہیں اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی غیر متناہی طاقت ان کی نصرت کے لیے موجود ہے اور سُپر طاقتیں ان کی محتاج ہیں۔

آیت اللہ العظمیٰ امام خمینیؒ کی عہد آفریں قیادت کا قائل نہ ہونا سخن حق سے منکر ہوکر کافر ہو جانا کہا جا سکتا ہے۔ انہوں نے فلسفۂ مرجعیت او ر ولایت فقیہ کی بنیاد پر اسلامی مملکت قائم کر کے اسلامی نظام معاشرت کی عصری تناظر میں تشکیل نو کی سعادت حاصل کی۔ اس کی تفصیل کے لیے ایک دفتر چاہئے۔ یہاں ان کا ایک بیان پیش کرنے پر اکتفا کروں گا۔

مطمئن رہیے، جو کچھ بھی معاشرے کے حق میں ہے، انسانیت کا قیام، ظالم ہاتھوں کا توڑنا، خودمختاری اور آزادی کی ضمانت، اقتصادی نشو ونما اور دولت کی معقول، قابلِ قبول تقسیم وغیرہ، یہ سب کچھ مکمل طور پر اسلام میں موجود ہے اور وہ کسی غیر منطقی تاویل کا محتاج نہیں ہے۔[۲۳]

امام خمینیؒ کی قائدانہ فکر ونظر کے ادراک کے لیے ان کا سوویت روس کے سربراہ گوربا چوف

کو اسلام کے مطالعہ کا مشورہ (یکم جنوری ۱۹۸۹ء) دینا، اور اس کے اثر نفوذ آج تازیانۂ عبرت ہیں۔ زعم حکومت میں رہبرِ دین کی دعوتِ حق کو ٹھکرایا تو سوویت روس ہی ٹوٹ کر بکھر گیا۔ جو نئی مملکتیں وجود میں آئیں، اسلام دشمن نہیں ہیں۔عصر حاضر کا مورخ افقِ عالم پر ایستادہ ہوکر دیکھتا ہے توامام خمینیؒ کا عالمی انقلاب اسلامی کا خواب آج جیتی جاگتی حقیقت ہے۔نہ صرف یہ کہ آیت اللہ العظمٰی سید علی خامنہ ای کی دانشورانہ رہنمائی میں ایران جادۂ استحکام و استقلال پر اس طرح گامزن ہے کہ قرآنی آیت کا مصداق ہوگیا ہے: انّ اللّٰہ یحبّ الّذین یقاتلون فی سبیلہ صفّا کانّھم بنیانٌ مّرصوص (یقیناً اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں صفیں باندھ کرلڑتے ہیں، گویا سیسہ پلائی دیوار ہیں۔۲۴ امام خمینیؒ نے عالم اسلام میں انقلاب اسلامی کی روح بیدار کر دی ہے۔ جبر و استبداد کے قلعے جو ناقابل تسخیر سمجھے جاتے تھے، اپنی بنیادوں سے لرزہ میں ہیں، کچھ منہدم ہو چکے، کچھ منہدم ہونے کے انتظار میں ہیں ۔قرآن ہدایت کر رہا ہے: واعتَصِمُوا بِحَبلِ اللّٰہِ جَمِیعاً وَّلَا تَفَرّقُوا (خدا کی رسّی کو مضبوطی سے تھامے رہو اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو۔۲۵

حواشی:

۱۔ ندائے اسلام ۔شمارہ ۶۰،ص ۴۔۵

۲۔ Karen Armstrong : Muhammad p 28,Londom 2008

۳۔ Schimmel, Anne-Marie:Islamic Culture: اردو ترجمہ: شب خون جولائی ۱۹۹۷ء

۴۔سورۂ یونس،آیت ۵۲

۵۔ سورۂ الفرقان،آیت ۶۳

۶۔ تاریخ ابن خلدون ، ج۳،ص ۹۶۔۹۳، تاریخ طبری، ج۶،ص ۱۲۶، طبقات الکبیر ،ج۶،ص۲۵، استیعاب، ج ۲،ص ۴۴۰، البدایہ والنہایہ، ج۸،ص ۴۸، خلافت و ملوکیت،ص ۱۶۳

۷۔صحیفۂ نور، ج ۱۹،ص ۲۲۶

۸۔صحیفۂ نور، ج ۱۹،ص ۱۱۔۲۰

۹۔صحیفۂ نور، ج ۴،ص ۱۱۰

۱۰۔صحیفۂ نور، ج ۲۰،ص ۱۱۳

۱۱۔سورۂ محمد،آیت ۱۶

۱۲۔سورۂ البقرہ،آیت۲۵۶

۱۳۔سورۂ المائدہ،آیت ۳۲

۱۴۔سورۂ آل عمران،آیت ۶۴

۱۵۔سورۂ اعراف/۱۸۹،سورہ الزمر،آیت۶

۱۶سورۂ الشوریٰ ،آیت ۱۳

۱۷۔سورۂ انعام،آیت ۱۵۹

۱۸۔سورۂ انعام،آیت ۱۵۳

۱۹۔ مستدرک امام حاکم، ج۳،ص۱۰۹،صحیح مسلم، ج ۳،ص ۲۲۹، ح ۲۲۷۰،صحیح مشکوٰۃ، ج۳،ص ۲۵۴ ح ۵۸۷۸، المستدرک حاکم، ج۳، ص ۱۰۹، ۵۳۳،البدایہ والنہایۃ، ج۵، ص۲۰۹، ذخائرعقبیٰ، ص۱۶فصول المہمّہ ،ص ۲۲، خصائص نسائی،ص۳۰،صواعق محرقہ،ص۱۴۷، کنز العمال، ج۱،ص ۴۴وغیرہ ۔ یہ حدیث ۳۹ بار اہل تسنن اور ۸۲ بار اہل تشیع نے اپنی معتبر کتابوں میں درج کی ہے۔

۲۰۔صحیفۂ نور، ج۱۹،ص ۲۸۳

۲۱۔صحیفۂ نور، ج۸،ص ۲۳۰

۲۲۔ تبیان وحدت،ص ۲۰۰

۲۳۔صحیفۂ نور، ج۲،ص ۱۸

۲۴۔سورۂ صف،آیت ۴

۲۵۔سورۂ آل عمران،آیت ۱۰۳